مطبُوعات

احمدیہ تحریک | تالیف ملک محمد جعفر صاحب ایڈووکیٹ۔ طابع وناشر سندھ ساگر اکادمی۔ لاہور
قیمت پانچ روپے صفحات ۳۰۰۔ طباعت کا معیار گوارا۔

گزشتہ چند برسوں میں مسلمانوں کے تجدد پسند طبقے نے دین کے معاملے میں ذہنی آوارگی کی جو فضا پیدا کی ہے یہ کتاب اُس کا ایک نہایت ہی "نادر نمونہ" ہے۔ اس ایک تصنیف کو دیکھ کر اس گروہ کی فکری بے راہ روی کا بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے اور ایک انسان کے لیے یہ جاننا کچھ مشکل نہیں رہتا کہ عقلیت پرستی کے یہ نعرے اور اسلاف سے بغاوت کے یہ احساسات امتِ مسلمہ کے اندر کس قسم کی گمراہیاں پھیلانے کا موجب ہوں گے۔

کتاب کے مصنف چونکہ ایک ایڈووکیٹ ہیں اس لیے اُن سے بجا طور پر توقع تھی کہ وہ قادیانی تحریک کا نہایت ہی دیدہ وری سے تجزیہ کریں گے مگر کتاب کے مطالعہ کے بعد ہمیں شدید مایوسی ہوئی۔ انہوں نے کتاب کا نام تو "احمدیہ تحریک" رکھا ہے مگر اس نام کی آڑ میں انہوں نے اسلام کے ساتھ صریح زیادتیاں کی ہیں اور بعض مقامات پر تو اُن کے افکار کے ڈانڈے الحاد سے جا ملتے ہیں۔

زیرِ تبصرہ کتاب میں مصنف نے جو طرزِ استدلال اختیار کیا ہے وہ بڑا ہی غلط اور کسی پڑھے لکھے آدمی کے معیار سے بہت فروتر معلوم ہوتا ہے۔ ملک صاحب نے مسلمانوں کی نظر میں حدیث اور فقہ کو بے وقعت بنانے کے لیے یہ بہانہ تراشا ہے کہ ان سے مرزا غلام احمد قادیانی اور اُس کے معتقدین کو اپنے گمراہ کن خیالات کے لیے مواد فراہم ہوا ہے۔ اس منطق کو اگر تسلیم کر لیا جائے تو پھر اس کی رُو سے تو قرآن مجید کو بھی معاذ اللہ رد کر دینا چاہیے۔ کیونکہ مرزا غلام احمد نے اس کی بعض آیات میں بھی شرمناک تحریفات کی ہیں۔ اور خود ملک صاحب نے اپنی تصنیف میں متعدد مثالوں کے ذریعہ اُن کی وضاحت فرمائی ہے۔ جس شخص کی نظر میں کجی اور نیت میں فتور ہو وہ تو صحیح سے صحیح چیز کے اندر بھی بڑی آسانی کے ساتھ فتنے تلاش کر سکتا ہے

اس بنا پر ہم اگر دین کی بنیادوں کو ڈھانا شروع کردیں تو بالآخر اس کی ساری عمارت ہی منہدم کرنی پڑے گی۔ اور عین ممکن ہے کہ فتنہ جو کو ہم یہ "خدمتِ جلیلہ" سرانجام دینے کے بعد بھی مطمئن نہ کر سکیں۔

یوں تو یہ ساری کتاب ہی گمراہ کُن ہے مگر اس کا آخری باب تو ایسا ہے جس میں کھلے ہوئے الحاد کی تلقین کی گئی ہے۔ اور اس معاملہ میں بھی لطف کی بات یہ ہے کہ اپنی تائید میں علامہ اقبال مرحوم کی کتاب "اسلامی الٰہیات کی تشکیلِ جدید" کے بعض اقتباسات نقل کیے ہیں۔ اقبالؒ اگر آج زندہ ہوتے تو انہیں معلوم ہوتا کہ ان کے نام کو دین کے اندر کس قسم کے نئے نئے فتنے پھیلانے کے لیے استعمال کیا جارہا ہے۔

علامہ مرحوم کی کتابوں کو لاتعداد لوگوں نے پڑھا ہے۔ ان میں علماء بھی ہیں اور عامی بھی پھر اُن کے پاس بیٹھنے والے اور اُن کی صحبتوں سے فیض یاب ہونے والوں کی تعداد بھی کافی ہے۔ ان کے ناقدین اور شارحین کی بھی کمی نہیں مگر کسی نے آج تک یہ نہیں کہا کہ ختمِ نبوت سے علامہ مرحوم کی مراد یہ تھی کہ اب انسان ہدایتِ الٰہی سے بے نیاز ہو گیا ہے اور اسے محض اپنی عقل پر بھروسا کر کے زندگی میں آگے بڑھنا چاہیے۔ ان کے کلام سے اس نکتہ کے اخذ کرنے کا فخر صرف ملک صاحب کو ہی حاصل ہوا ہے۔ اور یہی وہ مقام ہے جس پر انہوں نے غلام محمد پرویز صاحب سے بھی اختلاف کیا ہے اور کہا ہے کہ پرویز صاحب ختمِ نبوت کے معاملے میں علامہ مرحوم کے مطلب کو صحیح طور پر پا نہیں سکے۔

ملک صاحب یوں تو اپنے زعم میں حدیث اور فقہ کے بخیے ادھیڑ رہے ہیں مگر ان کی دینی معلومات کا یہ عالم ہے کہ وہ ہر جگہ تمیم الداری کو "تمیم دارمیؓ" لکھتے ہیں۔

الٰہی! اس دَور کے فتنے کتنے عجیب و غریب ہیں اور ان کے اٹھانے والے کتنے جری اور بے باک ہیں!

ہم ایمانداری سے یہ سمجھتے ہیں کہ یہ کتاب لکھ کر ملک صاحب نے دین کی قطعاً کوئی خدمت سرانجام نہیں دی بلکہ انہوں نے الحاد و زندقہ کو قوت فراہم کی ہے۔ اور سندھ ساگر اکادمی نے بھی دنیا اور آخرت کے اعتبار سے کوئی نفع کا سودا نہیں کیا ہے۔ وہ اکادمی جو شاہ ولی اللہؒ کے افکار پھیلانے کے لیے قائم کی گئی ہم اسے اتنا بے راہ اور غیر محتاط تو نہیں ہونا چاہیے کہ وہ لالچ میں آکر الحاد پھیلانا شروع کر دے۔